ناتواں وہ ہوں مرے نقش میں بھرتے ہیں لہو
رنگ ہر پیکر تصویر میں بھرنے والے

مرزا پھویا

علی گڑھ کالج میں

یعنی

ایک دلچسپ اور نتیجہ خیز نظم

جس کو پڑھ کر ہنسی بھی آتی ہے اور رونا بھی

(مسٹر احمد الدین ایف۔ آر ایس اے پرنٹر)

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں

گذارش

ازخاکسار پبلشر

۱۹۰۹ء میں ہم نے یہ مفید اور چٹ پٹی نظم کتاب کی صورت میں قوم کے سامنے پیش کی تھی ۱۹۱۲ء میں دوسرا ایڈیشن چھپا ۱۹۱۵ء میں اس کا تیسرا ایڈیشن طبع کرنے کی نوبت آئی۔ ۱۹۲۰ء میں یہ نظم چوتھی مرتبہ طبع ہوئی اور ۱۹۲۵ء کا پانچواں ایڈیشن بھی مقبول عام ہوا بچوں کے حلقے میں اس کی مانگ ابتک جاری ہے۔ اس لیئے ۱۹۲۸ء میں چھٹی مرتبہ یہ نظم چھپ رہی ہے اُمید ہے کہ ناظرین اس کو بھی ہاتھوں ہاتھ لینگے۔

خاکسار

نظامی بدایونی پبلشر

۱۸ مئی ۱۹۲۸ء

ناتواں وہ ہوں مرے نقش میں بھرتے ہیں لہو
رنگ ہر پیکرِ تصویر میں بھرنے والے

ہمارے معزز ناظرین اپنے دل میں کہتے ہوں گے کہ شعر مندرجہ بالا کو اس نظم کے ٹائٹل پیج پر کیوں جگہ دی گئی ہے اس لیئے میں اس اجمال کی تفصیل کے لیئے یہ چند سطریں بطور تمہید کے پیش کرتا ہوں۔

مسلمان جن وجوہ سے تعلیم میں اپنی معاصر قوموں سے پیچھے ہیں اُن سب کی تفصیل کا یہ موقع نہیں بڑے بڑے لکچرار اور مضمون نگار اس عنوان پر طبع آزمائی کر چکے ہیں لیکن ایک موٹی سی بات جسے سب تسلیم کرتے ہیں یہ ہے کہ ہماری ماؤں کا لاڈ پیار بچوں کو جاہل رکھنے کا اصلی سبب ہے "مرزا پھویا" کو نظم کرنے والے خوش خیال شاعر نے اپنی اس نظم میں جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اگر آج سے آٹھ برس پہلے یہ لکھا کہ اُس کا ہیرو ۲۰ سال کی عمر تک تعلیم سے بے بہرہ رہا تو اس کو شاعرانہ مبالغہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ آج بھی جبکہ علی گڈھ کالج کی بدولت بہت سے مسلمان گراجویٹ نظر آتے ہیں اور تعلیم نسواں کا تھوڑا بہت چرچا بھی شروع ہو گیا ہے تلاش کرنے رئیسوں اور نوابوں کے ایسے بچے ملیں گے۔ جو باوجود والدین

* یہ نظم علی گڈھ کالج کے نامور گراجویٹ سید سجاد حیدر صاحب نے آج سے آٹھ سال قبل لکھی تھی اور کالج میگزین بابتہ ماہ نومبر ۱۸۹۶ء میں شایع ہوئی تھی۔

کے تمول کے صرف اپنی ماؤں کی جہالت کی بدولت تعلیم کی روشنی سے کوسوں دور ہیں، اس لیئے اگر اس درماندہ قوم کو جس کی حالت پر عنوان کا شعر بخوبی صادق آتا ہے اور جس کی ناتوانی تعلیمی دنگل میں مرزا پھویا سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہے، جوش دلانے کے لیئے ایسی نتیجہ خیز اور دلچسپ نظمیں شایع کی جائیں تو کچھ بیجا نہیں ہے۔ چونکہ اب لڑکیوں کی تعلیم اور اردو پڑھنے والی لڑکیوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اس لیئے ہمیں امید ہے کہ یہ نظم لڑکوں کی جماعت سے گزر کر لڑکیوں کے حلقے تک بھی ضرور پہونچے گی اور وہ اُسے پڑھ کر نہ صرف ہنسیں گی بلکہ مرزا پھویا کی ماں پر نفریں کریں گی جس کے لاڈ پیار کی بدولت غریب مرزا ۲۰ برس کی عمر تک جاہل مطلق رہا، اس نظم کو غالباً علی گڑھ کالج کے اولڈ بوائز کا معزز طبقہ بھی مزے لے لے کر پڑھے گا کیونکہ اُن کی کالج لائف کی یاد اس سے تازہ ہوتی ہے

خاکسار نظامی بدایونی

بدایوں سنہ ۱۹۰۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہو وطن سے کبھی جدا نہ کوئی
گھر سے بے گھر ہوا خدا نہ کوئی

دردِ غربت سہا نہیں جاتا
رنجِ فرقت کہا نہیں جاتا

یاد احباب کی جو آتی ہے
دل میں اک درد سا اٹھاتی ہے

بی بی بچوں کا آگیا گر دھیان
سینہ کوبی سے ہو گئے ہلکان

گھر کے نقشے کا دل میں پھر جانا
اس کا سو سو جتن سے پھر جانا

گھر سے بے گھر کوئی جو ہو جائے
عیش و آرام اس کا کھو جائے

نئی دنیا نیا خدا دیکھے
گویا عالم ہی دوسرا دیکھے

الغرض یہ مصیبت ایسی ہے
ساری دنیا کے غم ہیں کم جس سے

اب سنیں صاحبان ہوش و ذکا
اک نیا ماجرا نیا قصا

ایک صاحب اودھ میں رہتے تھے
مرزا پھویا سب ان کو کہتے تھے

کیا کہوں تھا کہاں چمن ان کا
لکھنؤ تھا کبھی وطن ان کا

گھر سے نکلے نہ تھے تمامی عمر
ساری بھو نرے ہی میں گزاری عمر

اپنے ماں باپ کے دلارے تھے
اور عزیزوں کے بھی پیارے تھے

خیر سے تھا ابھی شباب شروع
عمر کا بیسواں تھا باب شروع

رات دن کھیلتے مگر پھرتے
باتیں کرنے میں بھی لجاتے تھے
عیش سے رات دن گزرتے تھے
چین تھا دن کو لطف راتوں میں
کہ فلک ہو گیا خلل انداز
دور پھینکا وطن سے ہائے غضب
اُس کی تفصیل اس طرح سُنیئے
قوم میں سب سے اعلےٰ و اولیٰ
دردِ قومی کے اس معالج نے
اپنے احباب کی معیت سے
سارے شہروں کا جب کیا دورہ
دھوم تھی اک فصیح آیا ہے
وقتِ تقریر اُس کا طرزِ بیان
جادو کرتا ہے سحر کرتا ہے
گہہ ہنساتا ہے گہہ رُلاتا ہے
جب گئے ان کے سارے دوست بضد
جا کے جلسے میں خود شریک ہوئے
کر گیا اُن پہ جادو اپنا کام
ایک دم پہ تہیہ کر بیٹھے

سارے گھر والے بچہ کہتے تھے
غیر شخصوں سے سہم جاتے تھے
نہ کسی کا خیال کرتے تھے
وقت کٹتا تھا یوں ہی باتوں میں
تجھے سمجھے خدا ارے دمباز
آخر اس دشمنی کا کوئی سبب
دَردِ مرزا کی پھر دوا کیجیے
محسن الملک محسن الدولہ
یعنی سکریٹری کالج نے
اور مشاہیر کی جماعت سے
لکھنؤ بھی مشرف اس سے ہوا
نیچری فوج ساتھ لایا ہے
گہ شرر بارگاہ نور افشاں
مہر کرتا ہے قہر کرتا ہے
کچھ عجب ڈھنگ اُس کو آتا ہے
تب تو مرزا کے والد ماجد
سارے لکچر بغور اُنھوں نے سُنے
تھا علیگڈھ کا ہی زباں پہ نام
بس علی گڈھ میں مرزا جاکے پڑھے

اس ارادے کو جب کہا گھر میں
پڑ گیا رونا پیٹنا گھر میں

چیخی مرزا کی ماں کہ ہائے ہائے
کوئی جا کر ذرا اُنھیں سمجھائے

اُن کو تو ہو گیا ہے کچھ سودا
سوچتے ہی نہیں ہیں اچھا بھلا

میرا بچہ نہ جائے گا کوئل
میرا پتھر کا تو نہیں ہے دل

نہ اُنھوں نے سُنی کسی کی بھی
اپنی ضد ہر طرح سے پوری کی

دیدیا حکم جائے مرزا کل
ہائے یہ حکم تھا پیامِ اجل

جوں جوں ہوتی سفر کی تیاری
اُن پہ ہوتی تھی زندگی بھاری

آگیا وہ بھی وقت آخر کار
ڈر سے آتا تھا جس کے ان کو بخار

وقت رخصت تھا سخت مرزا پہ
جا رہے تھے مروں میں چھوڑ کے سر

کچھ بھی لیکن نہ کرتے دھرتے بنا
باپ نے جو کہا۔ اُنھوں نے کیا

شور و شیون تمام کرنے کو
گھر میں آئے سلام کرنے کو

اُن کے آتے ہی مچ گیا کہرام
روتا تھا ایک ایک دِل کو تھام

خالا اماں، مومانی، بھابی جان
اپنے مرزا پہ سب ہوئیں قربان

آپا جانی نے بھی بلائیں لیں
سب نے مل مل کے یوں دعائیں دیں

یاالٰہی یہ خیریت سے پھرے
اور دشمن پہ اس کے بجلی گرے

واسطہ مرتضٰے علیؑ کا تجھے
جلد لا کر ملائیو ہم سے

اشک برسا کے دیدۂ تر سے
کیا کہوں مرزا چل دیئے گھر سے

مختصر یہ پہونچ گئے وہ یہاں
آہ برلب دروں سینہ فغاں

ایک ہفتہ تو کاٹا رو دھو کر
بعدہ ہر طرح سے زچ ہو کر

ایک عریضے کی یوں بنا ڈالی
اوّلاً مجرا عرض کرتا ہوں
ہو کے رخصت جناب سے پہونچا
یاں کے لڑکوں کا حال ہی ہی جُدا
جنس ہر اک نئی۔ دُکان نئی
ایک دال ایک گوشت کہتے ہیں
ہوں پریشاں تو آلیا فرمائیں
گر ہو اچھا لباس ٹھاٹ کہیں
بو تنعم کی ہو ذرا سی بھی
عمدہ کھانا کھلانا عیاشی
عطر بیں گر کبھی جو کپڑے بسائیں
کورنش مجرا۔ بندگی آداب
ان کے بدلے ہی بس سلام علیک
دوڑتے کودتے اُچھلتے ہیں
کوئی مارے پھلانگ تو یہ خوش
گیند بلّا سواری اور فٹ بال
گر پڑے گر کوئی تو خوش ہو جائیں
صبح ہوتے ہی کرتے ہیں ڈمبل
صبح تڑکے ڈرل کراتے ہیں

قبلہ ام مدّظلہ العالی
حال پھر اپنا عرض کرتا ہوں
کیا کہوں اس جگہ پہ کیا دیکھا
ایسا دیکھا کبھی نہ سُنا
اور تو اور ہے زبان نئی
جانے کس دیس میں یہ رہتے ہیں
خوش ہوں گر تو ہیر ہیر یہ سُنائیں
اور گنواروں کو راج گھاٹ کہیں
اُس کو کہتے ہیں یاں یہ عیاشی
عمدہ شربت پلانا عیاشی
فونڈا عیاش آپ کہلائیں
سب کی یاں ہو گئی ہی مٹی خراب
گویا لے ڈھیلا کھینچ مارا ایک
بھول کر بھی نہ سیدھے چلتے ہیں
ٹوٹ جائے جو ٹانگ تو یہ خوش
یہ یہاں کے ہیں کھیل یہ اشغال
اور پھر خوب خوب تالی بجائیں
نہ جبیں پر شکن نہ دل پر میل
ایسے بے رحم ہیں تھکاتے ہیں

جو قواعد کرائے ہیں سب کو
ڈانٹ کر وہ بلاتے ہیں مجھ کو
ہو گئی میری جان بھی بے کل
حکم ہے وقت ہی پہ کھانا کھاؤ
بھوک ہو یا نہ ہو نہیں پروا
یاں کی آزادی ہے بہت محدود
اس لیئے عرض ہے کہ یہ چیزیں
ایک ڈبیا دیا سلائی کی
اک برش جو کہ صاف کرنے کا
بوٹ کے لیس کی ضرورت ہے
دو گھڑے اک صراحی پیالے چار

کیا دُعا دوں میں ایسے بدڈھب کو
اپنا غصہ دکھاتے ہیں مجھ کو
جب وہ چیخے بریک ان تو ڈبل
شام کو اک جگہ جمع ہو جاؤ
ہو اُسی وقت تھورنا پڑتا
شہر جانا بھی ہو گیا مسدود
لکھنؤ سے روانہ آپ کریں
پوڑیہ اک نیلی روشنائی کی
اور بران کو بھی ساتھ تھوڑا سا
اور موزے بھی چند اچھے سے
اور ممکن ہو گر تو تھوڑا اچار

اور باقی تو خیریت ہے سب
سب کو تسلیم زیادہ حد ادب

تمام شد

آج ہی آرڈر دیجیے

صرف تھوڑی جلدیں باقی ہیں

مسلمان بچوں کے پڑھنے کے لائق

حقیقت اسلام

نواب سر امین جنگ بہادر دام اقبالہ نے اپنے صاحبزادہ کی مذہبی عقیدت کو مضبوط کرنے کے لیے جو خطوط ان کو ولایت بھیجے تھے ان کا مجموعہ۔

ہر مسلم کے پڑھنے کے قابل

لڑکے اور لڑکیاں یکساں فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ اس کے پڑھنے کے بعد اسلام کے متعلق بڑے بڑے اعتراضات کا شافی جواب دے کر غیر اقوام کا مونہہ بند کیا جاسکتا ہے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ کاغذ دبیز سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۱۱۴ ٹائٹل رنگین باوجود ان خوبیوں کے بغرض رفاہ عام قیمت صرف عہ

المشتہر

مینجر نظامی پریس بک ایجنسی بدایوں

بچّوں کے لیئے علمی تحفے

راکھی بیگم۔ سوتیلی ماؤں کا برتاؤ ایک بہت ہی دلچسپ نظم قصے کے پیرایہ میں جس کے پڑھنے سے ہنسی بھی آتی ہی اور نصیحت بھی ملتی ہی۔ قیمت ۱ر

بدمزاج شوہر۔ ایک بدمزاج میاں اور بیوی کے تحمل کی مختصر داستان اور بدمزاجی کا نتیجہ ۱ر

گوہر اور مٹی۔ ایک چھوٹے لڑکے کا قصہ جس کے باپ کو دیو نے مار ڈالا تھا اس نے اُس دیو کو مار کر بدلا لیا بچوں کے پڑھنے کے قابل قیمت ۲ر

فیضی اور فیاض۔ ایک بھائی اور ایک بہن جن کی ماں مرگئی تھی اور انکی سوتیلی ماں نے ان دونوں کو جو تکلیفیں پہونچائیں ان کا حال اور بعد کو سوتیلی ماں کو جو خدا نے اس کا بدلا دیا وہ پڑھنے کے قابل ہی قیمت ۲ر

شبنم بادشاہزادی۔ لڑکیوں اور بچوں کے پڑھنے کے قابل مصنفہ ماسٹر معین الدین صاحب سلیس اُردو میں لکھا گیا ہی سوتیلی ماں نے اپنی سوتیلی لڑکی کے ساتھ خراب سلوک کیا اسکی سزا دلچسپ قصے ۲ر

دل کے لڈو۔ نظیر اکبرآبادی کی چند مشہور اور نصیحت خیز نظمیں۔ جو بچوں کے پڑھنے کے قابل ہیں قیمت ۱ر

پان کی گلوری۔ پان کے متعلق ایک نہایت آسان اور دلچسپ نظم جس میں پان نے اپنا حال اپنی زبان سے بیان کیا ہی قیمت ۱ر

یادگار باقری۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہی کہ ایک مسلمان کو کس طریقہ سے زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ بچہ کی پیدائش سے لیکر آخر وقت کی تمام تقاریب عقیقہ اور ختنہ و نکاح وغیرہ کے ضروری مسائل بچوں کو اس کا پڑھانا از بس مفید ہی قیمت ۴ر

بی جی کی خوشی۔ عورتوں کے پڑھنے کے قابل مولود شریف قیمت ۱ر

انشاء اللہ۔ سرسید کا ایک اخلاقی مضمون مکالمہ کی صورت میں بچوں اور بوڑھوں دونوں کے لیئے یکساں کار آمد قیمت ۱ر

چپ کی داد۔ مولانا حالی کی مقبول عام نظم لڑکیوں کے پڑھنے کے قابل قیمت ۲ر

ایک نادان خدا پرست اور دانا دنیا دار کی کہانی۔ مصنفہ سرسید مرحوم بہت دلچسپ اور نصیحت کے پیرایہ میں دنیادار اور عزلت گزیں کا فرق بتایا ہی قیمت ۱ر

[illegible]انی پہیلیاں حضرت امیر خسرو کی پہیلیاں اور نسبتیں بچوں کی تفریح اور ان کے عقل کے امتحان کے لیئے دلچسپ کتاب قیمت ۲ر

بچوں کا حساب۔ اس کتاب میں بچوں کے لیئے وہ گر اور قاعدے لکھے گئے ہیں جو بہت جلد ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور اس کے پڑھنے کے بعد بچہ حساب میں کچا نہیں رہتا ۱

بدمزاج دلھن۔ ایک بدمزاج دولتمند لڑکی کا قصہ جو اپنے حسن صورت پر بہت مغرور تھی ایک عبرت خیز اور ہولناک قصہ قیمت ۳ر

بچوں سے دو دو باتیں۔ زنانہ سلسلہ کی پہلی کتاب جس میں بچوں کے لیئے بیش بہا نصائح کے علاوہ معلومات ضروری کا ایک قابل قدر تبصرہ ہی قیمت ۲ر

پیغام صلح۔ ہندو مسلم اتحاد پر چند آسان اور دلچسپ نظمیں بچوں کو زبانی یاد کرانے کے قابل قیمت ۸

ایامٰی۔ بیوہ کے نکاح ثانی کی ضرورت پر قصے کے پیرایہ میں ڈاکٹر نذیر احمد کی مشہور کتاب قیمت ۱ع

محصنات۔ مولوی نذیر احمد کی مشہور تصنیف دو بیبیوں کے شوہر کا دلچسپ [illegible]